بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

1

Part 7 کیمیائے سعادت

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ خوف کے حوالے سے حکایت صحابہ کرام اور اولیاء کرام بیان فرماتے ہیں۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرندے کو دیکھتے تو کہتے کاش میں ایک پرندہ ہوتا۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے کہ کاش کہ مجھے درخت بنایا گیا ہوتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہا کرتی تھیں "کیا ہی اچھا ہوتا کہ میں بے نشان ہوتی"۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن مجید پڑھتے تو ان پر غشی طاری ہو جاتی۔ فرماتے کہ کاش میں پیدا نہ ہوا ہوتا۔

امام زین العابدین وضو فرماتے تو چہرے پر زردی چھا جاتی۔

صحابہ کرام جو سراپا اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور نیکیوں کا عظیم الشان ذخیرہ پاس رکھتے تھے، وہ بھی اپنی آخرت کے لیے فکر مند رہتے تھے اور خوف خدا سے کانپتے رہتے تھے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عبادت کی کثرت پر غرور نہ کرو نہ ہی علم پر غرور کرو۔ کیونکہ علم و فضل اللہ کا عطا کردہ ہے۔ ابلیس کے پاس بھی بہت علم تھا مگر اس کا بُرا حشر غرور کی وجہ سے ہوا۔

بزرگانِ دین کی نیک زندگیاں ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ہدایت کو دیکھتے اور سمجھتے ہوئے بھی اس ہی سے بہرہ ور ہونے کی عقل اور تمیز نہیں رکھتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں میں کئی ایسے لوگ تھے جنہوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی

حیاتِ طیبہ کو بہت قریب سے دیکھا مگر ایمان کی دولت نہ پا سکے۔ اس کی مثالیں ابوجہل، ابولہب وغیرہ ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ دعا کرتے تھے یا الٰہی تیرے خوف کا دروازہ مجھ پر بھی کھول دے۔ اللہ نے ان کے دل میں اپنا خوف ڈال دیا اور وہ بے حد مضطرب اور بے قرار رہنے لگے۔ پھر انھوں نے دعا کی یا اللہ اس دروازے کو مجھ پر میری استطاعت کے مطابق کھول دے۔ پھر انہیں سکون حاصل ہوا۔

امام غزالی فرماتے ہیں کہ کوئی عابد رو رہا تھا، بولا کہ میں میدانِ حشر کی اس آواز کے تصوّر سے رو رہا ہوں جب ہر ایک کو اس کے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ میرے اعمال ایسے نہیں کہ میں سرخرو ہو سکوں۔

یہ حال اس شخص کا سا ہے جس کی کشتی دریا کے درمیان ٹوٹ جائے کہ کنارا بہت دور ہے اور تیرنا نہیں آتا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی کنیز صبح کہنے لگی کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جہنم کو بھڑکایا جا رہا ہے فرشتے تمام خلفاء کو ایک ایک کر کے لا رہے ہیں۔ کنیز بیان کرنے لگی کہ فلاں فلاں کو جہنم میں ڈالا گیا۔ پھر اس نے کہا پھر آپ کو لایا گیا۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز غش کھا کر گر پڑے کنیز بولی۔ آپ محفوظ رہے۔ آپ محفوظ رہے مگر خوفِ الٰہی کے باعث بے ہوشی طاری رہی۔

یہ اللہ والے لوگ ہیں۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ ایسی بکثرت مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ ان حکایات سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں اپنی نیکیوں پر فخر نہیں کرنا چاہیے اللہ کا خوف ہمیں عاجزی اور انکساری سکھاتا ہے۔ وہی بندہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے جو عاجزی اختیار کرے اور اپنے

عیبوں پر نظر رکھے۔

اللہ والوں کے ہاں اعمال کی کمی نہیں ہوتی مگر پھر بھی اللہ کا خوف اور آخرت کی فکر انہیں بے چین کئے رکھتی ہے۔
ہم اپنی تھوڑی سی نیکی کو زیادہ سمجھتے ہیں۔ کسی کی ذرا سی مدد کردی تو اس کو احسان سمجھنے لگتے ہیں۔ اس لئے نیکی کا اجر ختم ہوگیا۔ نفس انسان کو بہکاتا ہے کہ تُو نے بہت عبادت کرلی۔ اس طرح دل خوفِ خدا کے بجائے غرور و تکبر سے بھر جاتا ہے۔

نئی فصل رجٰی: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رجٰی کا مطلب ہے اللہ کی طرف لوٹنے کا احساس۔ رجٰی کا تعلق بھی خوف سے ہے۔
خوف اور رجٰی یہ دونوں دل کی روحانی بیماریوں کی دوا ہیں اور علاج ہیں۔ انسان عبادت اور اطاعت میں مشغول ہو تو ضروری ہے کہ اس پر رجٰی غالب ہو۔
اگر دنیا کی رجٰی ہو تو دنیا دھوکہ دے گی اور غافل کر دے گی۔ اور اگر اللہ کی رجٰی ہو تو دنیا بھی اچھی اور آخرت بھی اچھی۔
اس کے بعد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دینداری کا دارومدار چار چیزوں پر ہے۔

1) معرفتِ نفس
2) معرفتِ حق
3) معرفتِ دنیا
4) معرفتِ آخرت

ان میں سے دو تو چھوڑے جانے کے قابل ہیں یعنی نفس اور دنیا

اور دو کو یاد رکھنا بہت ضروری ہے یعنی حق اور آخرت
کیونکہ یہی متاعِ ابدی اور لازمۂ حیات ہے۔
دنیا کی محبت ہلاک کرنے والی ہے۔ دنیا نہ کسی کی ہوئی ہے
نہ کسی کی ہوگی۔ بدنصیب ہے وہ جس نے دنیا کی طلب میں اپنی
آخرت کھو دی۔ آخرت کی زندگی کا بہترین سامان ہم
مسلمانوں کا نصب العین اور مقصد حقیقی ہے۔

اس کے بعد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فقر اور زہد
کا ذکر کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ فقیر وہ ہے جس کے پاس ذاتی
ضروریات کا بھی سامان نہ ہو۔ تصوف کی زبان میں فقیر
اسے کہتے ہیں جو کسی سے نہ مانگے سوائے اللہ کے۔
ایسا شخص جس کے پاس مال و متاع نہ ہو فقیر کہلاتا ہے
فقیر کو محتاج بھی کہتے ہیں۔ محتاج کا الٹ غنی ہے
غنی کا مطلب ہے بے نیاز۔ وہ جو اپنے سوا دوسروں سے بے نیاز
ہو۔ یہ صرف اللہ سبحان اللہ کی ہی ذات ہے۔ باقی تمام مخلوق
اپنی تمام ضروریات کے لئے ایک دوسرے پر انحصار کرتی ہے۔
قرآن مجید میں ہے
اللہ غنی وانتم الفقراء   اللہ غنی ہے اور تم سب محتاج ہو

فقر اور زہد:

اگر کوئی مال کو عملاً چھوڑ دے تو وہ زاہد ہے۔
دنیاوی مال و دولت اگر کسی کو حاصل نہ ہو تو وہ فقیر ہے
اور اگر اختیار ہونے کے باوجود خود اسے چھوڑ دے تو وہ
زاہد ہے۔
دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو اپنے ذکر کے لئے کھول دے
اور ہمیں اپنے زاہد و عابد و مقرب بندوں میں شامل
فرمائے۔ آمین۔

نازیہ آکبانی۔ ہوسٹن۔ امریکہ